رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵


قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ؀

دنیا کی اصلاح کے لئے اک آسماں پر نور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں اب پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

# الفضل


چندہ غیر ممالک سے سات روپے


میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

## فہرست مضامین


مدینۃ المسیح۔ اخبار احمدیہ صفحہ ۱
بانی آریہ سماج کی تحریرات ... ہیں سے کچھ صفحہ ۳
ایڈیٹر پرکاش کے نزدیک بہائیوں کا ... پیش کرنا بھی ... ہے صفحہ ۵
پرکاش کا عجیب ... صفحہ ۵
ایڈیٹر صاحب الفضل کے متعدد باتیں صفحہ ۹
مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کن معنوں میں حکم تھے صفحہ ۱۰
قادیان سے بمبئی صفحہ ۱۰
ہنگامہ یورپ۔ ہندوستان کی خبریں صفحہ ۱۱
اقتباسات صفحہ ۱۲





جلد ۶ | ۶ جولائی ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ | نمبر ۲


## مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود میں خدا کے فضل و کرم سے خیر و عافیت ہے۔

عزیز عبد السلام صاحبزادہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی رات ہے۔ میاں نبی بخش صاحب نامور شہید امرتسر جو حضرت مسیح موعود کے پرانے اور مخلص خدام میں سے تھے کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ۲۰ تاریخ انکا جنازہ یہاں لایا گیا اسی دن شام نماز جنازہ پڑھنے کے بعد مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب بھی جنازہ پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔

موسم بہت گرم اور روزہ داروں کے لئے تکلیف دہ ہے۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

## اخبار احمدیہ

### جنگ کے متعلق ایک احمدی کی خدمات

جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسری جو ہمارے سلسلہ کے مخلص فرد ہیں کے صاحبزادے قاضی محمد اکبر صاحب سب انسپکٹر پولیس علی گنج ضلع ایٹہ نے فوجی بھرتی کے متعلق تھوڑے سے ہی عرصہ میں نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جنوری ۱۹۱۸ء سے مارچ کے پہلے ہفتہ تک ۷۰ ریکروٹ بہم پہنچائے۔ جس کے صلہ میں سرکار سے ایک سند درجہ اول۔ اور ایک پستول بطور انعام مرحمت ہوا اس کے بعد جس قدر ریکروٹ مہیا کئے۔ ان کو ملا کر اس وقت اسی سے اوپر مقدار پہنچ گئی ہے۔ جو بہت جلدی۔ سو تک پہنچ جائیگی۔

### قرضۂ جنگ اور بھرتی کے لئے دو اشتہار

جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور نے حال میں دو اشتہار شائع کئے ہیں۔ جن میں دلچسپ پیرایہ میں رعایائے سرکار کو قرضۂ جنگ میں حصہ لینے۔ اور فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مؤثر طریق سے آمادہ کیا گیا ہے۔ احباب تقسیم کرنے کے لئے حکیم صاحب موصوف سے منگوا سکتے ہیں۔

### ایک احمدی ہیڈ ماسٹر کو انعام

امسال گورنمنٹ مڈل سکول ہیڈ ماسٹر

رکھا ہاں (کالج یونیورسٹی امتحان بر ہا شستر تعلیم دانی) کی طرف سے ہوا اعلیٰ کلاس کے طلباء آٹھ تھے۔ ۶ پاس ہوئے۔ بریلی کے تمام سکولوں سے اول درجہ پر رہا۔ جس پر مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس چیف کمشنر بہادر نے ہمارے بھائی ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر کو پچاس روپے بطور انعام دیئے۔ ہم ماسٹر صاحب کو جہاں اس اعزاز پر مبارکباد دیتے ہیں وہاں مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس چیف کمشنر کا بھی اس قدردانی پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ صاحب موصوف سلسلہ احمدیہ سے خوب واقف ہیں۔

## قبول احمدیت

میاں نواب خان صاحب ساکن جھوڑی ضلع سیالکوٹ احمدیت قبول کرنے کے بارے میں ایک مراسلت بھیجتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خاکسار علاقہ سرگودھا چک نمبر ۴۴ میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گیا۔ وہاں چند اور بھی احمدی ہیں۔ جن میں ایک چودھری غلام حیدر نمبردار ہیں۔ ان کے پاس ۴ جون کو اڈیٹر صاحب رفیق(؟) سید عنایت علی صاحب پہنچے۔ اور مذہبی گفتگو شروع ہوئی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب بدوطوی(؟) سے سید صاحب نے وفات مسیح کے متعلق بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آنحضرت کے بعد نبی آنے پر بحث شروع ہوئی۔ اس میں بھی سید صاحب سے کچھ نہ بن پڑا۔ خاکسار پر چونکہ اس بحث سے حق کھل گیا ہے اس لئے بیعت کر لی ہے۔

## انجمن احمدیہ بصرہ

منشی اصغر علی خان صاحب بصرہ سے لکھتے ہیں۔ میرا چونکہ اگریمنٹ ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے عنقریب ہندوستان واپس آؤنگا۔ انجمن احمدیہ بصرہ کے سیکرٹری بابو محمد اکبر صاحب ہیڈ کلرک جوڈیشل کمشنر آفس بصرہ مقرر کئے گئے۔

## بمبئی میں لیکچر

۲۲ جون کو ماسٹر عبدالرحیم صاحب کا ایک لیکچر "مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے" کے موضوع پر احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ہال بمبئی بلڈنگ متصل کچھی(؟) پارسی میں ہوا۔ جو بہت عمدہ اور کامیاب تھا۔ سامعین نے توجہ اور دلچسپی سے سُنا

## مولوی ثناء اللہ سے گفتگو

۹ جون۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے شہر میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف ایک لیکچر دیا۔ جس میں زیادہ تر زور اس نے حضرت مسیح موعود کے اشتہار "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" پر پڑھا ہوا۔ یہ دیا کہ اس کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔ جو سچا تھا وہ زندہ ہے۔ اور جو جھوٹا تھا وہ فوت ہو گیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے جو اشتہار دعاء مباہلہ ہے۔ اس کے متعلق ہم خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کی تحریروں کو ہی ثابت کر سکتے ہیں۔ جو انہوں نے اس کے جواب میں لکھیں۔ چونکہ مولوی صاحب مباہلہ اور اس کے اثرات کے قائل تھے۔ اور مباہلہ کی صورت میں اپنی موت کو یقینی جانتے تھے۔ اس لئے حسب عادت کج ادائی اس کو بھی نامنظور ہی کیا۔ اور جب انہوں نے یہ فیصلہ منظور ہی نہیں کیا تو اب مسیح موعود کی موت کو اس دعاء مباہلہ کا نتیجہ قرار دینا دیانت داری نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ میں مباہلوں کی دعوت کو ٹالتا رہا ہوں۔ اور اس اشتہار کی دعوت کو بھی ٹال دیا۔ میں نے کبھی مباہلوں کو نہیں ٹالا اور نہ اس کو ٹالا ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ دیکھو مولوی صاحب نے کہا ہے کہ میں نے مباہلوں کو کبھی نامنظور نہیں کیا اور نہ ہی اس کو نامنظور کیا۔ مگر میں مولوی صاحب کی تحریروں سے یہ دکھا سکتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اس دعوت پر کہا کہ کوئی عقلمند اس فیصلہ کو منظور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ طریق فیصلہ کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے قرآنی آیات کے خلاف ہے۔ اور بطور شاہد لکھ دیا کہ دیکھو حالانکہ رسول اللہ صلعم کی دعا مسیلمہ کی ہلاکت کے لئے تھی۔ پھر بھی وہ آنحضرت کے بعد ہلاک ہوا۔ پھر قرآنی آیتوں سے استدلال کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ [illegible] کی رسی دراز ہوتی ہے۔ ہنوز یہی مولوی صاحب کے مسلمات یہ ہیں۔ کہ صادق کاذبوں سے پہلے مرا کرتے ہیں۔ اور مفسدوں کو مہلت دیجاتی ہے پھر وہ کس منہ سے حضرت مرزا صاحب کی وفات کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اس وقت میں نے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ وہ تحریریں جو مولوی صاحب نے انکار مباہلہ میں پیش کی تھیں چونکہ اس وقت میرے پاس موجود نہیں۔ اس لئے میں بجنسہ عبارت دکھانیکا مدعی نہیں۔ ہاں یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ عبارتیں اسی مفہوم کی ہیں۔ اسپر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر پہلی بات مجھے میری تحریروں سے دکھائی جائے تو مبلغ پانسو روپیہ دونگا۔ اور اگر دوسری دکھائی جائے تو چھ سو روپیہ۔ اور اگر نہ دکھا سکیں تو جمعہ کے روز لوگوں کے سامنے اقرار کریں کہ میں نے مولوی ثناء اللہ پر الزام لگانے میں جھوٹ بولا تھا۔

میں اپنی ٹرن پر اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب جو کچھ کہتے ہیں لکھدیں۔ اور میں بھی تحریری اقرار لکھدیتا ہوں۔ کہ اگر میں ہر دو باتوں کو نہ دکھا سکوں تو بھرے مجمع میں آکر اقرار کرونگا کہ میں نے آپ پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔

اسپر جواب ملا کہ تم لکھدو ہم اس کے نیچے لکھدینگے۔

اس پر میں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھی۔

"میں مدعی ہوں کہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ان کی اخبار اہلحدیث یا کسی اور ان کی تحریر میں انہیں دکھا سکتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود کے مباہلہ آخری فیصلہ پر لکھی تھیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی عقلمند اس فیصلہ (جو مباہلہ میں ہے کہ کاذب صادق کی زندگی میں مریگا) کو قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب حضرت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے بعد تک زندہ رہا یا اسی قسم کے الفاظ کہ [illegible] کی رسی دراز ہوتی ہے۔ اگر مولوی صاحب اپنی انعامی شرط کو پوری کرنے کی تحریر دیں گے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں نہ دکھا سکوں تو بھرے مجمع میں جمعہ کے روز جامع مسجد میں غلط الزام دینے کا اقرار کرونگا۔ الراقم فضل محمد خان احمدی

اسپر فرمانے لگے کہ ہم اسکو نہیں مان سکتے۔ کہ کہنے میں ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# الفضل

قادیان دارالامان ۶ جولائی ۱۹۱۸ء

# بانیٔ آریہ سماج کی نخیر وفادارانہ تعلیم میں سے کچھ

## گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

### "ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہئے

(۴)

گذشتہ نمبروں میں ہم پنڈت دیانند صاحب بانیٔ آریہ سماج کی مصنفہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے حوالجات سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اس میں ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ جس سے فتنہ و فساد اور شور و شر پیدا ہونے کا خطرہ ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ اس لئے گورنمنٹ عالیہ کو چاہئے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کر کے اس آگ پر پانی ڈال دے۔ جو تمام مذاہب کے لوگوں کے سینوں میں اس نے لگا رکھی ہے۔ اور جس پر آئے دن آریہ صاحبان تیل ڈال کر بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ نے اس طرف توجہ کی۔ اور "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کر لیا تو شاید موجودہ آریہ صاحبان جن کی گھٹی میں اس کی دل آزار اور دلشکن تعلیم پڑ چکی ہے۔ سخت کلامی اور درشت گوئی کو کلی طور پر ترک نہ کر سکیں۔ تاہم ان کی آئندہ نسل کے بہت کچھ اصلاح یافتہ ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔ ورنہ ناممکن ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے۔ اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے والے لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں میں کچھ اصلاح کر سکیں۔ اور دوسروں کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچانے سے باز رہ سکیں۔

ستیارتھ پرکاش کے ضبط کئے جانے کی یہی ایک اتنی بڑی وجہ ہے جس کی معقولیت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور بڑی بھاری وجہ اس کی وہ تعلیم ہے۔ جو گورنمنٹ عالیہ کے خلاف نہایت غدارانہ خیالات پیدا کرنے اور وفادارانہ جذبات کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک آریہ سماجی حلقہ میں سے کئی ایک نامور اور چوٹی کے لوگ تاج برطانیہ کے خلاف باغیانہ خیالات پھیلانے اور مفسدانہ حرکات کرنے کے جرم میں قرار واقعی سزا پاکر کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں ان سب کا نام بنام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کی مجرمانہ کارروائیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہے۔ کیونکہ ہماری غرض تو گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا ہے اور وہ عدالتوں کے ان فیصلوں اور ریکارڈوں سے ناواقف نہیں ہے۔ جو آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے لالہ لاجپت رائے۔ اور لالہ ہنسراج صاحب کے بیٹے ...... کے متعلق تیار ہو چکے ہیں۔ پس جس کتاب کی تعلیم کا تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا خطرناک نتیجہ رونما ہو چکا ہو۔ اس کے ضبط کرنے میں گورنمنٹ کو توقف نہ ہونا چاہئے اور اس کی اشاعت کے روکنے میں ہرگز دریغ سے کام نہ لینا چاہئے۔

ذیل میں ہم "ستیارتھ پرکاش" میں سے فی الحال صرف ایک حوالہ گورنمنٹ کی توجہ کے لئے نقل کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور حقارت پیدا کرنے تاج کے خلاف جوش دلانے اور بغاوت پھیلانے کی کیسی کھلے طور پر تعلیم دی گئی ہے۔ اور کیسی بیباکی سے کام لیا گیا ہے۔

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش طبع سوم کے صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ پر لکھتے ہیں:۔

> "اب کے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گئو کشی وغیرہ کے مارنے والے شراب خور حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"

ان الفاظ کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب سے گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان پر حکمران ہوئی ہے اسی وقت سے آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ گویا سلطنت برطانیہ ایک ظالم اور جابر حکومت ہے۔ جو اپنی رعایا کو بجائے کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے طرح طرح کی تکالیف اور مصائب میں مبتلا رکھتی ہے۔ اور خاص کر آریوں سے تو اسے بہت ہی عداوت و دشمنی ہے۔ کیونکہ پنڈت دیانند صاحب نے اہل ہند میں سے آریوں کو الگ کر کے لکھا ہے۔ کہ ان کا دکھ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ گویا دیگر لوگوں کو تو آرام پہنچایا جاتا ہے۔ مگر آریوں کو دکھ دینے اور ستانے ہی کی کوشش کی جاتی ہے۔

سوامی جی کے مذکورہ بالا الفاظ پڑھکر ہر ایک شخص کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ دوسروں کو تو آرام و آسائش پہنچاتی ہے

گر آریوں کو دکھ دیتی ہے۔ دوسروں کے لئے تو تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرتی ہے۔ مگر ان کو محروم رکھتی ہے۔ دوسروں کی تو جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر ان کے لئے کچھ بھی نہیں کرتی۔ اگر فی الواقعہ گورنمنٹ کا آریوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہے۔ تو ہم پنڈت دیانند صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ لکھنے میں حق بجانب سمجھیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ اپنی تمام رعایا کو خواہ وہ آریہ ہو یا ہندو مسلم ہو یا غیر مسلم ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ اور سب کو آرام و آسائش پہنچانا سب کی جان و مال کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت میں ہے اس فرض کو ادا کرتی ہے۔ تو سوامی دیانند صاحب کی بات غلط ہو جائیگی۔ اب ہم سوامی جی کے شیدائی آریہ صاحبوں سے ہی پوچھتے ہیں کہ سرکار کے تابع گورنمنٹ کا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔ کیا آپ لوگوں کے لئے گورنمنٹ نے کوئی الگ خاص قانون ایسے مقرر کر رکھے ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ کا دکھ دن بدن ترقی پذیر ہے۔ کیا آپ لوگوں کو تنگ کرنے اور مصیبت دینے کا گورنمنٹ نے عہد کر رکھا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو آرام و آسائش کے ان سامانوں سے جو گورنمنٹ کے ذریعہ اہل ہند کو حاصل ہو رہے ہیں محروم کر دیا گیا ہے کیا آپ لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت سے گورنمنٹ نے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اگر یہ باتیں درست ہیں تو آگاہ کیجئے۔ تاکہ ہم بھی اس امتیاز اور تفریق کو دیکھ سکیں جو آپ لوگوں اور دوسروں میں روا رکھی گئی ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر آپ ہی فرمائیں۔ کہ کیوں پنڈت دیانند صاحب کو یہ کہنے پر کہ جب سے انگریز ہندوستان پر حکمران ہوئے ہیں۔ تب سے آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ آریوں میں گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور حقارت پیدا کرنے والا اور غیر وفادارانہ تعلیم دینے والا انسان نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ جب گورنمنٹ آریوں، ہندوؤں

مسلمانوں۔ اور سکھوں سے ایک ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔ تو پھر اس کے کیا معنی کہ آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ اگر گورنمنٹ ظالم اور جفا کار ہے تو چاہئے کہ ساری کی ساری رعایا کے دکھ اور تکلیف میں اضافہ ہو۔ یہ کہ کسی ایک فریق کا تو دکھ بڑھتا جائے۔ اور دوسروں کو آرام و آسائش حاصل ہوتی جائے۔ مگر پنڈت دیانند صاحب مہاراج کے نزدیک جب سے انگریزی گورنمنٹ ہندوستان پر حکمران ہوئی ہے۔ تب سے آریوں کا ہی دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ جس کی وجہ ہماری سمجھ میں تو کوئی آتی نہیں۔ اور امید نہیں جب تک آریہ صاحبان مہربانی فرما کر خود نہ بتائیں اس وقت تک کسی کی سمجھ میں آ سکے۔

اب آریہ صاحبان کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ اقرار کریں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے یہ درست لکھا ہے۔ کہ جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ (انگریز) اس ملک (ہندوستان) میں آکر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے والے شراب خور حکمران ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ یا یہ تسلیم کریں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اور محض گورنمنٹ انگریزی کی نسبت برے خیالات پیدا کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس کے سوا کوئی تیسری صورت ہے ہی نہیں۔ مذکورہ بالا الفاظ اپنے مطلب اور مفہوم کو ایسے کھلے طور پر ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے آریہ صاحبان کو دونوں میں سے کسی ایک ہی صورت کو ماننا پڑے گا۔ اگر ان کے ساتھ دوسرے لوگوں کی نسبت برا سلوک کیا جاتا ہے۔ ان پر سختی کی جاتی ہے۔ ان کو دکھ دیا جاتا ہے۔ تو پھر ان کو چاہئے کہ صاف الفاظ میں اس کا اظہار کریں ہم بھی اگر ایسا کچھ ہے۔ تو ہم کم از کم ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار تو کر سکیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو پھر ان کا فرض ہے کہ پنڈت دیانند صاحب کے مذکورہ بالا

الفاظ سے اپنی نفرت کا اظہار کریں اور ان کے غلط اور جھوٹے ہونے کو تسلیم کریں۔ ہم دیکھینگے کہ آریہ صاحبان کونسی صورت اختیار کرتے ہیں۔ آیا پنڈت دیانند صاحب کی غیر وفادارانہ اور معاندانہ تعلیم سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ یا اس کو صحیح اور درست مان کو گورنمنٹ انگلشیہ کو ظالم اور جابر قرار دیتے ہیں۔ جونسی صورت بھی اختیار کریں۔ اس میں شک نہیں کہ ستیارتھ پرکاش کے الفاظ گورنمنٹ انگریزی کی نسبت بہت برے خیالات پیدا کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے نزدیک پنڈت صاحب موصوف کی کہی ہوئی ہر ایک بات پتھر پر لکیر ہے اگر اس وقت گورنمنٹ کے درست سمجھے نہ کہیں۔ تو دل میں ضرور فیصلہ کر چکے ہونگے۔ کہ واقعی گورنمنٹ انگریزی کی وجہ سے ہمارا دکھ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور یہ خیال پختہ ہو کر ان کے غدارانہ خیالات کے نشوونما کا باعث ہوگا۔ اور جب موقعہ دیکھیں گے۔ عملی طور پر ابل پڑیں گے پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ اول تو آریہ صاحبان سے دریافت کرے۔ کہ وہ کونسی رعائتیں ہیں۔ جو دوسروں کو تو حاصل ہیں۔ مگر ان کو نہیں۔ اور کیا وجوہات ہیں کہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کا دکھ بڑھ رہا ہے۔ اگر وہ کوئی نہ بتا سکیں اور یقیناً نہیں بتا سکیں گے۔ تو پھر پنڈت دیانند صاحب کے وہ الفاظ جو اس غلط بیانی اور دروغ گوئی کے ذمہ دار ہیں۔ اور گورنمنٹ کے متعلق نفرت اور حقارت پیدا کرنے والے ہیں۔ انہیں حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ تاکہ ان کی وجہ سے گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور حقارت نہ پیدا ہو۔ اور اس کے عدل و انصاف۔ امن پسندی اور رعایا پروری پر کسی قسم کا دھبہ نہ لگے۔ ورنہ آریوں میں پنڈت دیانند کے ایسے معتقدوں کی کمی نہیں ہے۔ جو باوجود سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے صرف اس لئے گورنمنٹ کی نسبت برے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دئے ہوئے ہونگے کہ پنڈت صاحب نے لکھا ہے کہ جب سے انگریز حکمران ہوئے ہیں۔ تب سے آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ ایسے عقل کے کورے اور گانٹھ کے پورے لوگ یہ نہیں دیکھیں گے۔ کہ واقعات اس کی تصدیق

کرتے ہیں۔ یا تکذیب۔ ہم پہلے کی نسبت دکھ میں
ہیں۔ یا آرام میں۔ وہ تو فارسی کی اسی مثل کے مطابق کہ

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

یہی یقین کئے بیٹھے رہیں گے۔ کہ سوامی جی نے جو کچھ
لکھ دیا ہے۔ واقعات سے اس کی تصدیق ہو یا نہ ہو
ہماری نسبت دوسروں کو کوئی خاص مراعات حاصل
ہوں یا نہ ہوں۔ ہمارا دکھ بڑھے یا نہ بڑھے وہ غلط نہیں
ہو سکتا۔ وہ درست ہے اور ضرور درست ہے۔

ایسے لوگوں کی اصلاح کا سوائے اس کے اور کوئی طریق
نہیں ہے۔ کہ ان کے لئے گورنمنٹ کے خلاف بھڑکانے
اور برے خیالات پیدا کرنے کا موجب جو چیز ہے۔ اسے
ان کے سامنے سے ہٹا لیا جائے۔ اور اس کا نام و
نشان مٹا دیا جائے۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے۔ کہ
"ستیارتھ پرکاش" کو جو ایسے خیالات پھیلانے کی جڑ ہے
ضبط کرے۔

ہم نہیں سمجھتے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے
ایسی حکومت کے متعلق جس کے زیر سایہ انہوں نے
ایک لمبی عمر بڑے آرام و آسائش کے ساتھ بسر کی جس
کی وجہ سے انہیں ہزاروں قسم کے اسباب راحت
میسر ہوئے۔ جس کے طفیل ان کی دل آزار اور دل شکن
ہستی ایک عرصہ تک محفوظ رہی۔ اس کی نسبت انہوں
نے کیوں اور کس بنا پر یہ لکھدیا کہ اس سے آریوں
کا دکھ برابر بڑھتا جاتا ہے۔ انہوں نے آریوں کے
مقابلہ میں دوسروں کے ساتھ گورنمنٹ کی کونسی رعایتیں
دیکھیں۔ ان کو دوسروں کی نسبت کونسی تکلیفوں اور
دکھوں کا بھگتنا پڑا۔ اگر کسی کا نہیں۔ تو پھر انہوں
نے گورنمنٹ برطانیہ کو دکھ دینے والی۔ اور وہ بھی
دوسروں کو نہیں۔ بلکہ آریوں کو کیوں قرار
دیا۔ کیا اس کی یہی وجہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ گورنمنٹ
کے خلاف برے خیالات لوگوں کے دلوں میں
ڈالنا چاہتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی انہیں یہ بھی معلوم
تھا۔ کہ سوائے آریوں کے اور کسی پر میری ان
باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے انہوں نے
اوروں کا تو نام ہی نہیں لیا۔ اور صرف آریوں کے
متعلق کہہ دیا کہ ان کا دکھ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔
اگر وہ یہی بات سب کے متعلق کہتے۔ تو اسی وقت
اس کے خلاف زبردست آواز اٹھائی جاتی۔ اور ان
سے اس کے جھوٹے اور غلط ہونے کا اعتراف کرا لیا
جاتا۔ لیکن چونکہ انہوں نے ہوشیاری سے کام لے کر
صرف آریوں کے دکھ کے بڑھنے کا ذکر کیا جسے آریوں
نے خاموشی کے ساتھ سن کر سر آنکھوں پر رکھ لیا۔ اور
ایک لفظ بھی اس کے خلاف زبان سے نہ نکالا۔
اس طرح پنڈت صاحب کو ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ
ان کے ان بیہودہ الفاظ کی مخالفت نہ ہوئی۔ اور دوسرا
یہ کہ صرف آریوں کے دکھ کے بڑھنے کا سن کر
عوام الناس کو گمراہ کن خیالات سے بہت زیادہ
اور بہت جلدی متاثر کر لیا گیا۔ کیونکہ جب انہوں
نے اپنے سوامی کی زبان سے صرف اپنے ہی دکھ کی
کہانی سنی تو انہیں یقین کرنا پڑا کہ گورنمنٹ ہمارے
ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتی۔ جیسا کہ دوسروں کے
ساتھ۔ بلکہ ہم پر تو بڑے بڑے ظلم کرتی ہے۔ اور
دوسروں کو خاص رعایتیں دیتی ہے۔ اس لئے
اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔ اور اسے ہم اپنے دلوں میں
مخالفانہ خیالات کو جگہ دینی چاہئے۔ چونکہ انسانی
فطرت میں یہ بات رکھدی گئی ہے۔ انسان اوروں کے
مقابلہ میں اپنے حقوق کو زائل ہوتا۔ یا اپنے اوپر دوسروں
کو بلا وجہ کسی قسم کی فضیلت پاتا۔ یا ایک ایسی جگہ سے
جہاں سب کے حقوق مساوی ہیں اوروں کو اپنی
نسبت زیادہ فوائد حاصل کرتا دیکھ کر غیظ و غضب
سے بھر جاتا اور غصہ و رنج سے بیتاب ہو جاتا ہے
اسی لئے پنڈت دیانند صاحب نے اس جذبہ کو
ناجائز فائدہ اٹھانے اور گورنمنٹ کے خلاف
غصہ اور رنج کے جذبات پیدا کرنے کے لئے یہ
لکھدیا کہ جب سے انگریز ہندوستان پر حکمران ہوئے
ہیں سب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے
گویا آریوں کے مقابلہ میں اوروں کو تو آرام و آسائش
حاصل ہو رہا ہے۔ بڑی بڑی رعایتیں مل رہی ہیں
بڑے بڑے فائدے پہنچ رہے ہیں۔ لیکن ان کو نہ
صرف کوئی فائدہ اور آرام نہیں پہنچایا جاتا۔ بلکہ دن
بدن ان کے دکھ اور تکلیف میں اضافہ کیا جا رہا ہے

اب گورنمنٹ کو غور کرنا چاہئے کہ اس سے بڑھ کر
مفسدانہ تعلیم اور باغیانہ تلقین اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور
اس سے زیادہ گورنمنٹ کے خلاف برے خیالات
پیدا کرنے کا کونسا طریق اور ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی
نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو کتاب ایسی تعلیم دیتی ہے
اسے ضبط نہ کیا جائے۔ اور کیوں اس سے پیدا ہونے
والے خطرات کو اسی وقت نہ کچل دیا جائے۔ جبکہ وہ
آسانی کچلے جا سکتے ہیں۔ ہم امید ہے کہ گورنمنٹ کے
ذمہ دار حکام ستیارتھ پرکاش کی اس قسم کی تعلیم کی
طرف متوجہ ہونگے۔ اور اس کے مضر اثرات سے
لوگوں کو بچانے کے لئے ضرور کوئی کارروائی کرینگے۔

آجکل انگریزی خواں نوجوان طلباء کو سیاسی
مسائل میں دخل دینے اور سیاست میں حصہ لینے سے
گورنمنٹ خاص طور پر منع کر رہی ہے۔ جو نہایت ضروری
اور لازمی ہے۔ کیونکہ طلباء جوانی کی ترنگ۔ اور
ناتجربہ کاری کے نقص کی وجہ سے گمراہ کن اثرات
سے بہت جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ
چند سال کے اندر بیسیوں سکولوں کے لڑکے۔ اور
طلباء جن میں سے اکثر گورنمنٹ کے وفادار اور معزز
گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے گورنمنٹ کے خلاف
سازش اور بغاوت میں شریک ہو گئے۔ نوجوانوں کو
اس تباہی سے بچانے کے لئے گذشتہ سال گورنمنٹ نے
ایک خاص اعلان بھی کیا تھا۔ لیکن کیسے تعجب کی بات
ہے کہ ستیارتھ پرکاش جس میں نہایت خطرناک سیاسی
تعلیم اور غیر آئینی ذلیل نوجوانوں کو گمراہ کرنے کا مادہ اور طریق
اختیار کیا گیا ہے اسے خاص طور پر نوجوان انگریزی خوانوں
میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک آریہ
اخبار میں ستیارتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ انگریزی
خوانوں کو مفت یا بہت تھوڑی قیمت پر دینے کا اعلان
ہوتا رہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان
نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کو ستیارتھ پرکاش کی اس تعلیم

# "آریہ گزٹ" کے نزدیک ہمارا صفائی پیش کرنا بھی جرم ہے

## نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
## گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مری صیاد کی ہے

"درثمین" کے خلاف "آریہ گزٹ" نے شور و شر مچایا اور فتنہ پیدا کرنے کی بنا جس بات پر رکھی تھی۔ وہ درثمین کے چند ایک اشعار ہیں۔ جن میں نیوگ کی مذمت اور پنڈت لیکھرام کی دشنام دہی کی شکایت کی گئی ہے۔ ان کو اشتعال انگیز اور فحش قرار دیتے ہوئے آریہ اخبارات نے آریہ گزٹ کی تحریک پر درثمین کو ضبط کرانے پر زور دیا تھا۔ جس کا ہماری طرف سے ایک جواب یہ دیا گیا تھا کہ ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا کسی مذہب کے مسلمہ عقائد کو اسی مذہب کی مسلمہ کتب کی رو سے پیش کرنا شر انگیز اور اشتعال انگیز اور فحش ہوتا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی انصاف کا مادہ باقی ہے تو آپ کو کہنا پڑیگا کہ ہرگز نہیں۔ پس جب یہ بات شر انگیز نہیں ہے۔ تو پھر ان نظموں کو کس طرح شر انگیز اور اشتعال انگیز کہا جا سکتا ہے۔ جن میں آپ لوگوں کے عقائد آپ ہی کی مسلمہ کتب کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ کیا یہ کہنا کہ آریہ مذہب میں نیوگ کی تعلیم ہے۔ شر انگیز ہے۔ اگر شر انگیز ہے۔ تو کیوں آریوں کا اس پر عمل ہے۔ اور اس کو بہت عمدہ فعل قرار دیتے ہیں۔ کیوں نہیں سوامی دیانند کی مقدس اور پوتر کتاب ستیارتھ پرکاش میں سے نیوگ کی مفصل و مشرح تعلیم کو نکال دیتے۔ لیکن جب تک نیوگ کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اور آریہ صاحبان دل و جان سے اسے پسند کرتے ہیں۔ اس وقت تک ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ ان کی طرف اس مسئلہ کو منسوب کرے اس پر روشنی ڈالے۔ جس پر آریوں کا چڑنا اور شور مچانا بالکل عبث ہے۔ پس اگر درثمین میں اسی نیوگ کا تذکرہ ہے اور صحیح اور درست طریق سے تذکرہ ہے تو پھر اس کو شر انگیز اور فتنہ انگیز کس منہ سے کہا جاتا ہے اسی پر دیگر مسائل کو قیاس کر لیجئے۔ اور ہم تو اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر آپ صاحبان یہ ثابت کر دیں کہ درثمین میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کیجیے تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے اور درثمین کے اشعار کی صداقت آپکی کتابوں کے حوالجات اور صحیح واقعات سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی ٹھنڈے دل کر ہمارے ثبوت کو ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور بوقت تحریری ثبوت اس طرح شور نہ مچائیں جس طرح کہ اب مچا رہے ہیں؟

مندرجہ بالا جواب جس معقول طریق سے دیا گیا تھا اس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب ہم اس بات کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ درثمین میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے۔ وہ اسی مذہب کی مسلمہ کتب اور صحیح واقعات کی بنا پر کیا گیا ہے۔ تو پھر آریوں کا اس شور و شر اور واویلا کے کیا معنی۔ کہ درثمین کے اشعار نے ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا ہے ہمیں سخت دکھ اور تکلیف دے رکھی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو ضبط کر لیا جائے۔ اگر درثمین کی وہ باتیں جن کی بنا صحیح واقعات پر ہے۔ اور جو آریہ دھرم کی کتب سے ہی لی گئی ہیں دلوں کو زخمی کرنے اور دکھ پہنچانے والی ہیں تو اس میں درثمین کا قصور نہیں۔ بلکہ آریہ دھرم ہی کی کتب کا ہے۔ اس لئے درثمین کے خلاف آواز اٹھانے سے پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جانا ضروری ہے۔ کہ اس میں جو کچھ آریوں کے متعلق لکھا گیا ہے۔ وہ درست ہے یا نہیں۔ لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے آریوں کو کہا گیا تھا کہ

"آپ کو چاہئے۔ کہ یا تو درثمین کے اشعار کے مطالب کو غلط ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور ہم سے ان کی صداقت کا مطالبہ کریں۔ اگر ہم آپ کی کتب اور واقعات سے ان کا سچا اور درست ہونا ثابت کر سکیں۔ تو پھر آپ کا جو جی چاہے۔ کریں۔ یا درثمین کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں۔ کیونکہ کسی قسم کے صحیح اور درست واقعات اور حالات کا بیان کرنا فتنہ کا موجب نہیں ہوتا بلکہ فتنہ انگیز اور شر خیز تحریریں اس قسم کی ہوتی ہیں جیسی کہ پنڈت لیکھرام اور دیگر آریہ صاحبان نے لکھی ہیں۔ جو واقعات کے بالکل برخلاف ہیں اور سوائے . . . . . . اور غلط الزامات کے ان میں کچھ نہیں ہے"

مگر اس وقت تک کسی ایک آریہ صاحب کو بھی سامنے آنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے کچھ ہمت دکھائی ہے۔ البتہ بطور خود ہم نے پنڈت لیکھرام کی سخت کلامی کی دو تین مثالیں پیش کر کے آریہ گزٹ کے پیش کردہ اشعار کی صداقت کا جو مختصر الفاظ میں ثبوت دیا تھا۔ اس کا صرف ایک پیرا اور وہ بھی صرف پنڈت لیکھرام صاحب کے پیش کردہ گندے اور دل آزار الفاظ کو حذف کر کے لکھتے ہوئے۔ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے یوں کیا ہے کہ

"پھر وہی شر انگیز شعر درج کر کے ان کی تائید میں دل دکھلانے والی عبارت لکھی گئی ہے"

کیا ہی اچھا ہوتا ایڈیٹر صاحب موصوف نے جہاں مندرجہ بالا الفاظ لکھے تھے۔ وہاں پنڈت لیکھرام صاحب کی اس دل افشانی کو بھی درج کر دیتے جو ہم نے پیش کی تھی۔ تا ناظرین "دل دکھانے والی عبارت" کے متعلق آسانی کے ساتھ اندازہ لگا سکتے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کا ایسا کرنا تھا کہ پنڈت لیکھرام کے جن الفاظ کو ہم نے پیش کیا تھا۔ انہیں وہ بھی پایۂ تہذیب سے گرے ہوئے — اور شر انگیز سمجھتے

ہیں۔ ورنہ ان کو چھپا کر رکھتے۔ اور ان پر پردہ ڈالنے
کی کیا وجہ ہے۔ اگر وہ ایسے نہیں ہیں۔ تو کیوں ان کو ظاہر نہیں
کیا جاتا۔ اور ان کے شریفانہ اور بے شر ہونے کو ثابت
نہیں کیا جاتا۔ کیسی حیرانی کی بات ہے۔ کہ ان دل دوز اور
دل آزار فقروں کو پیش کر کے ہم جواب چاہتے اور فریاد کرتے
ہیں۔ اس کے متعلق تو نہایت شوخ چشمی اور ڈھٹائی کو
کہا جاتا ہے کہ

"حیرت ہے۔ کہ شخص نہ پریس ایکٹ کی پروا
کرتا ہے۔ نہ کسی دوسرے قانون کی۔ اور بغیر
سوچے سمجھے جو جی میں آتا ہے لکھتا چلا جاتا
ہے۔"

لیکن پنڈت لیکھرام کے ان الفاظ اور فقرات سے
بالکل آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے سینوں کو
زخمی اور دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے۔ اور جن کے پیدا کئے
ہوئے درد اور کرب کی وجہ سے بے اختیار ہمارے منہ سے
آہ و فغاں نکل جاتی ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ
آریہ گزٹ کے اس اعتراض کے جواب میں لکھا تھا
جو درثمین کے اشعار پر کیا گیا تھا۔ اور اس طرح اپنی
صفائی پیش کی گئی تھی۔ لیکن اس کو بھی شر انگیز۔ اور
دل آزار کہا جاتا ہے۔ گویا ہمیں آریہ گزٹ کے الزام
کی صفائی پیش کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہے۔ کیا اس
کا صاف مطلب یہ نہیں۔ کہ آریہ صاحبان ہمارے ساتھ
وہی سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی ظالم اور جفاکار صیاد
نے ایک بیکس اور کمزور پرندے کے ساتھ روا رکھا تھا۔
اور جس کا نقشہ ذیل کے شعر میں کھینچا گیا ہے۔ ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

اگر یہی ان کی مرضی ہے۔ تو خیر۔ وہ اپنی مرضی کے مالک
ہیں۔ جس طرح چاہیں کریں۔ دکھ اور تکلیف پہنچا کر ہماری
چیخ و پکار کو روکنے کی کوشش کریں۔ ہماری زبان بندی
کے لئے زور لگائیں۔ لیکن انہیں یاد رہے کہ جب تک
ہمارے دم میں دم ہے۔ ہم بھی پنڈت دیانند صاحب
اور پنڈت لیکھرام وغیرہ آریوں کی دل آزار اور دل شکن
تحریروں کی نسبت آواز بلند کرتے ہی رہیں گے۔ اور اپنی
مہربان و عادل گورنمنٹ کو اپنے درد و تکلیف کی
طرف توجہ دلاتے ہی رہیں گے۔ نیز اس بات کا بھی
ثبوت دیتے رہیں گے۔ کہ ہماری زبان و قلم سے جو کچھ
نکلا ہے۔ وہ انتہا درجہ کی مجبوری کی حالت میں نکلا ہے
اور انتہائی دکھ اور تکلیف کی وجہ سے نکلا ہے۔ حد
درجہ کے رنج اور ملال کے باعث نکلا ہے۔ ورنہ اگر
پنڈت لیکھرام صاحب سخت کلامی اور درشت گوئی سے
کام نہ لیتے۔ دل آزار اور دل شکن الفاظ استعمال نہ
کرتے۔ تو حضرت مرزا صاحب کو ان کے متعلق ایک
لفظ بھی لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ایسی صورت میں
جبکہ پنڈت لیکھرام نے اپنی دل آزار تحریروں کو
حد تک پہنچا دیا ہو۔ جیسا کہ کلیات آریہ مسافر کے صفحات
سے ظاہر ہے۔ جس کے نمونہ کے طور پر کچھ ہم پہلے پیش
کر چکے ہیں۔ اور کچھ اب کرتے ہیں۔ یہ کہنا کیونکر روا
ہے۔ کہ ؎

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندہ
ہر دم زباں کے گندے۔ قہر خدا یہی ہے

ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ خصوصاً اور دیگر آریہ صاحبان
عموماً پنڈت لیکھرام صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ
پر غور فرمادیں۔ اور پھر بتائیں کہ درثمین میں جو کچھ کہا گیا
ہے۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ یا نہیں۔

پنڈت صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے
متعلق جنہیں ہم خدا تعالیٰ کا نبی اور برگزیدہ انسان
سمجھتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"جو جو مکر و فریب مرزا کی ذات میں بھرے
ہوئے ہیں۔ ان کا انبیاء بنی اسرائیل کو عشر
عشیر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔" صفحہ ۴۹۹

"مرزا مطیع شہوت ہے۔" صفحہ ۴۹۹

"باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے
کسی کو بھی پایہ صداقت نہ پہنچایا۔ اور ہمیشہ
عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا۔ قادیان
کے لوگ بچے سے بڈھے تک بھی ان کی
حیلہ پردازیوں اور روباہ بازیوں سے آگاہ ہو کر
میری اس تحریر کے گواہ ہیں۔" صفحہ ۲۰۶

یہ ہم نے وہ الفاظ پیش کئے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب
کے متعلق پنڈت لیکھرام نے استعمال کئے ہیں۔ اور اس
بحر غلاظت میں سے ایک قطرہ کے برابر ہیں۔ جو بہت
دور تک پھیلا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ کے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دیگر اسلامی شعائر کے
متعلق جو کچھ دل آزاری کی گئی ہے۔ اس کا نمونہ بھی ہم آئندہ
پیش کریں گے۔ جب کہ ہمارے اس مضمون سے بھی درثمین
کے مندرجہ ذیل اشعار کی صداقت کا اعتراف کرنے
کے لئے ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ تیار نہ ہوں گے۔ کہ

لیکھو کی بد زبانی کارد بنی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا!!
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے
منہ دیکھ اپنے بگڑے دل پر ہیں قفل کیسے
ہر بات میں ہے توہین۔ طرز ادا یہی ہے

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر آریہ صاحبان ہمیں اجازت
دیں۔ اور ٹھنڈے دل کے ساتھ ہمارے الفاظ کو پڑھنے
کے لئے تیار ہوں تو ہم کلیات آریہ مسافر سے ہر ایک
اس شعر کی صداقت اور موزونیت اور مبنی بر حقیقت ہونے کا
ایسا ثبوت دیں کہ وہ دنگ رہ جائیں۔ مثلاً دیکھئے پنڈت
لیکھرام نے کلیات صفحہ ۲۹۷ پر لکھا ہے۔ کہ

"مرزا صاحب کے دو اور حواریوں نے بھی
بے لگام ہو کر منہ زوریاں دکھائیں اور قرآنی
داستانوں کی طرح جھوٹی کہانیاں اپنی
طرف سے بنائیں۔ ست دھرم کے
خواہشمند اور معقول پسند ناظرین! ان
لوگوں نے اول ہماری کتابوں کے جواب
لکھے۔ مگر چونکہ وہ نامعقول اور ناصواب
تھے۔ جوابات کو کافی نہ سمجھ قرآنی خدا
اور محمدی کبریا کو بھی بے وقت انگشت نما کر
نیند سے جگایا۔ اور جیسے بعض مجنون الحواس
بڑبڑاتے اور کڑکڑاتے ہیں۔ ویسا ہی

اسے مجبوراً بڑ بڑانے پر مستعد بنایا۔
یعنی اس نے جبرائیل یعنی قادیانی کے
کان میں ہماری موت کا الہام سنایا کہ
دیوانہ بکار خویش ہوشیار کی طرح سب نے
اسے اپنی گذشتہ جہالتوں کی طرح شائع
فرمایا۔

مذکورہ بالا الفاظ میں پنڈت لیکھرام صاحب
نے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام پر ہنسی اڑائی
ہے۔ جو آپ نے ان کے متعلق ان الفاظ میں شائع فرمایا تھا۔

**عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب وعذاب۔**

یعنی لیکھرام ایک بیجان گوسالہ ہے جس کے
اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کے
لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب
ان بیباکیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں
مبتلا ہو جائیگا۔

اس الہام کے شائع کرنے کے بعد حضرت
مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو یہ اعلان
کیا کہ:-

"سو تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں
اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس
شخص (لیکھرام) پر ۶ برس کے عرصہ میں
آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل
نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت
اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو
تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں
اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے
اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا
تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار
ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے
گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔"*

اسی اعلان اور مذکورہ بالا الہام پر پنڈت لیکھرام صاحب
نے ہنسی اڑائی ہے۔ جو انہی کے الفاظ میں اوپر
نقل کی جا چکی ہے۔ اب غور کرنیکا مقام ہے۔ کہ جب حضرت
مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ
وقت مقررہ پر پوری ہوئی۔ تو آپ کو یہ کہنے کا
کیوں حق حاصل نہیں ہے۔ کہ ؎

سبکی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

پھر کیوں ان کے منہ سے بار بار یہ نہ نکلے
کہ ؎

موت لیکھو بڑی کرامت ہے
پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

ذرا ان اشعار کو مذکورہ بالا واقعات سے ملا کر دیکھئے
اور پھر بتایئے کہ ان میں کیا غلط بیانی کر کے دل آزاری
کی گئی ہے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ پنڈت
لیکھرام کے مرنے کے متعلق ان کی بدزبانیوں کی
وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی۔
پھر کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ وہ پیشگوئی حرف
بحرف پوری ہوئی۔ اگر کچھ نہیں تو پھر اس بات کے
اظہار سے دل آزاری کے کیا معنی۔ مہربانی کر کے
ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ٹھنڈے دل سے غور
فرمادیں اور خواہ مخواہ درثمین کے خلاف واویلا
مچانے سے باز آئیں ورنہ ہم مجبور ہونگے کہ درثمین
کے ان اشعار کی صداقت سے ناواقف لوگوں کو آگاہ
کرنے کے لئے گزشتہ واقعات اور حالات کو دوہرائیں
اور اس بات کا ہمیں اس وقت تک حق حاصل ہوگا
جب تک درثمین کے اشعار کو شر انگیز اور فتنہ خیز
کہا جائیگا۔ اب ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ مندرجہ ذیل
صورتوں سے جو صورت پسند کریں اس سے ہمیں آگاہ
کریں۔ یا تو درثمین کے اشعار کو شر انگیز اور فتنہ
خیز نہ کہیں۔ یا ہمیں اس الزام کی تردید کا موقعہ دیں اور
ہمارے معروضات کو ٹھنڈے دل کے ساتھ سنیں

* اب آریوں کو چاہئے کہ سب مل کر دعا کریں
کہ یہ عذاب ان سے یعنی دکھ سے ٹل
جاوے۔ ایڈیٹر

# پرکاش کا عجیب استدلال

ہمعصر "پرکاش" نے اپنی اشاعت ۲۸ جون کے
صفحہ ۱ پر ایک مضمون بعنوان "یکہ نہ شد دو شد"
لکھ کر اپنی کمال دانشوری اور عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔
جسے ناظرین کرام کے سامنے پیش کرنے سے قبل اس کے
متعلقہ واقعات کا مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے
پرکھنے میں آسانی ہو۔

اخبار آریہ گزٹ نے درثمین وغیرہ میں نہایت
عمدگی اور صفائی کے ساتھ آریہ مذہب کے مسلمہ عقائد و دیگر
حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے کے خلاف شور و شر پیدا کرنے
کی اور کوئی صورت نہ پاکر ایک ایم۔ اے کی روایت پر غلط بیانی
کی کہ درثمین "تعلیم الاسلام ہائی سکول" قادیان میں
پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ یہ
غلط ہے کہ "درثمین" سکول میں پڑھائی جاتی ہے۔ اور کورس
میں داخل ہے یا داخل رہی ہے۔ آریہ گزٹ تو ابھی
تک اسی پر اڑا ہوا ہے۔ کہ یہ کتاب مدرسہ میں پڑھائی
جاتی رہی ہے۔ لیکن جب ثبوت طلب کیا جاتا ہے
تو کچھ نہیں دیتا۔

مگر پرکاش نے جس فطانت و ذہانت کا ثبوت دیا ہے
وہ یہ ہے کہ لکھتا ہے کہ:-

"احمدی اخبارات کی طرف سے یہ جواب
دیا گیا ہے کہ یہ کتاب (درثمین) سکول
کے کورس میں داخل نہیں۔ اس سے
اتنا تو معلوم ہو گیا۔ کہ احمدی صاحبان بھی
اس کتاب کو سکول کے طلباء کے لئے
موزوں نہیں سمجھتے"

کیا ہی اعلیٰ درجہ کا طریق استدلال ہے۔ فرماتے
ہیں۔ چونکہ درثمین مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھائی
نہیں جاتی۔ اور سکول کے کورس میں داخل نہیں۔
اس سے گویا کہ احمدی بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ
یہ اس قابل نہیں۔ کہ بچوں کو پڑھائی جائے۔

جناب من انکار اس بات سے کیا گیا ہے کہ یہ
میں یہ کتاب بطور کورس داخل نہیں۔ اور سکول کی پڑھائی
کے طور پر نہیں پڑھائی جاتی۔ بلکہ بچے اس کو پڑھتے ہی
نہیں۔ اور ہم ان کے لئے اس کا پڑھنا موزوں نہیں
سمجھتے۔ مگر آپ کا یہ استدلال درست ہو تو وید بلکہ ان
تمام آریہ مصنفین کی کتب کے متعلق کہنا پڑیگا۔ کہ چونکہ
وہ سکولوں میں پڑھائی نہیں جاتیں۔ اس لئے بقول آپ
کے وہ تمام اعلیٰ درجہ کی کتب طلباء کے لئے موزوں نہیں۔
کیا آپ براہ مہربانی بتائیں گے۔ کہ آریہ سماج کی جس
قدر کتب مقدسہ ہیں وہ آریوں کے ہائی سکولوں میں
بطور کورس داخل ہیں۔ اور تمام طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں۔
اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں۔ تو پھر آپ ہی فرمایئے۔ کہ
آپ کی ان کتب اور خصوصاً ویدوں کے متعلق بھی نہیں
کہا جا سکیگا۔ کہ آریہ صاحبان ان کو سکول کے
طلباء کے لئے موزوں نہیں سمجھتے؟

پرکاش کو یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کتاب کو طلباء
کے لئے ناموزوں خیال کرنا اور بات ہے۔ اور مدرسہ
کے کورس میں اس کا داخل کرنا اور بات پس درثمین
کے مدرسے کے کورس میں داخل نہ ہونے سے۔ اس
کے ناموزوں ہونیکا نتیجہ نکالنا ہی ناموزوں ہے۔

علاوہ ازیں ہمارے نزدیک اس کتاب میں کوئی بھی
اس قسم کی بدتہذیبی و شر انگیزی نہیں ہے۔ جیسا کے
نمونے ستیارتھ پرکاش سے دکھلائے گئے ہیں۔
جس مذہب کا بھی اس میں ذکر ہے۔ اس کے مسائل و عقائد
اور اس کے متعلقہ حالات کو ہی نظم کیا گیا ہے۔ پھر اس
میں حقائق و معارف دلائل و براہین ہیں جن کو دلچسپ پیرایہ
نظم میں بیان کیا گیا ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ
ہم احمدی بچوں کے لئے اس کو ناموزوں خیال کریں
احمدیوں کے تو بچے بچے کی زبان پر درثمین کا کوئی نہ
کوئی حصہ ضرور رہتا ہے۔ اور والدین چھوٹے چھوٹے
بچوں کو اس کے اشعار زبانی یاد کراتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر
پرکاش کو یقین نہ ہو تو ہم احمدی بچوں کے منہ سے انہیں
درثمین کے اشعار اور خاص کر وہ اشعار جو آریہ گزٹ
نے نقل کئے ہیں۔ ہر وقت سنوانے کے لئے تیار ہیں۔

## ایڈیٹر ذوالفقار لاہور سے دو دو باتیں

**قال**۔ بقول مولوی میرزا ابو الصفا احمد علی صاحب
امرتسری۔ طاعون عذاب نہیں ہے۔ ذوالفقار ۳ اپریل ۱۹۱۹ء

**اقول**۔ طاعون۔ اگر عذاب نہیں ہے۔ تو آخر
اس عالمگیر مصیبت کو کیا کہنا چاہئے۔؟ کیا آپ کے
نزدیک نشان رحمت ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ ہم احمدی طاعون کو منجملہ علامات
امام آخر الزمان قرار دیتے ہیں۔ جس کو خداوند کریم نے
خود اپنے مامور کی صداقت کے لئے بطور نشان پیدا
کر دیا ہے۔ تاکہ سعادتمند جلدی اپنے گناہوں سے
تائب ہو کر خدا اور رسول صلعم کی کامل اطاعت کو اپنا
شعار بنائیں۔ اور دین کی طرف سے غافل رہ کر
دنیا سے ناکام و نامراد نہ جائیں۔ اور منکرین علاوہ عذاب
آخرت کے دنیا میں اپنے کفر و عصیان کا مزا چکھنے
جائیں۔ شیعوں کا امام جو کہ تیرہ سو برس سے
مفقود الخبر ہے اور اس کے رہنے بسنے کی ان کو کچھ
خبر نہیں۔ ہماری خوش نصیبی اور ترقی اور کامیابی کو دیکھ
کر وہ دل ہی دل میں جلتے ہیں۔ اور سخت مصیبت میں
گرفتار ہیں۔ نہ اپنے موہوم امام سے دست بردار ہو کر
ہیں۔ نہ ہمارے امام کو قبول کرنے کی توفیق ملتی
ہے۔ اس واسطے کبھی کہتے ہیں طاعون عذاب نہیں
کبھی کہتے ہیں ہمیشہ دنیا میں طاعون کے دورے
ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی اگر دنیا میں
طاعون موجود ہے۔ تو کیا ہوا؟ لیکن ایسے منکرین
کے لئے ہم انکی کتب معتبرہ سے ہی ثابت کرتے ہیں
کہ ان کا ایسا خیال بالکل غلط ہے اور بفضلہ تعالیٰ
حق ہمارے ساتھ ہے۔

(۱) طاعون خاص علائم امام موعود آخر الزماں کے
لئے ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال سمعت ابا
عبد اللہ علیہ السلام یقول قدام القائم
موتان موت احمر و موت ابیض حتی
یذھب من کل سبعة خمسة الموت
الاحمر السیف والموت الابیض
الطاعون۔ دیکھو کتاب اکمال الدین و اتمام النعمة
مصنف ابن بابویہ مطبوعہ ایران باب ۵۷ ص ۳۴۹
یعنی امام مہدی علیہ السلام سے پہلے دو قسم کی موتیں ہونگی
ایک موت سرخ اور دوسری سفید۔ یہاں تک کہ ہر سات
آدمیوں میں سے پانچ چل بسیں گے۔ پس موت سرخ
تلوار ہے اور موت ابیض طاعون ہے۔

اس حدیث کا خواہ کچھ ہی مطلب ہو۔ لیکن
اس سے بصراحت ثابت ہے۔ کہ طاعون امام موعود کا خاص
نشان ہے۔

اب ہمارے عندیہ امرتسری فاضل۔ یا حائری صاحب
مجتہد کا یہ ارشاد کہ طاعون عذاب نہیں۔ یا امام مہدی
علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ یہ مخصوص علامت نہیں
محض تعصب بیجا پر مبنی ہے۔

(۲) امام مہدی کے وجود ہی کو عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے
فی تفسیر قوله تعالیٰ ولئن اخرنا عنهم
العذاب الی امة معدودة
اسحٰق بن عبد العزیز عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال العذاب خروج القائم
والامة المعدودة اهل بدر اصحابه
دیکھو جلد ۱۳ بحار فیما نزل فی القائم الحجة مشہور کتاب غایت المرام
آیہ نمبر السابع والعشرون من سورۃ ہود مطبوعہ
ایران ۱۲۳۳ھ

• یعنی آیہ مذکورہ میں عذاب سے مراد قائم (مہدی)
ہے۔ اور امت معدودہ سے مراد اہل بدر اصحاب
امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

(۳) خداوند تبارک و تعالیٰ مبعوث فرمود محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ را رحمت و مبعوث فرمود قائم علیہ السلام را
نقمت۔ دیکھو نجم ثاقب در ذکر لقب سی و ہشتم باب
دوم مطبوعہ ایران ص ۳۱

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام موعود علیہ السلام
کا نام ہی عذاب ہے۔ اور رحمت تو رسول صلعم تھے۔
لطیفہ۔ کتاب نجم ثاقب جو علماء متاخرین شیعہ میں سے

فاضل اجل مرزا حسین النوری الطبرسی کی تالیف ہے
اور جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک روایت
ہے۔ کہ خروج مہدی کے علامات میں سے ایک
علامت سرخی آسمان ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔
لابد است از خروج آنجناب را آں علامات و
آیات بسیار است ............ و از آں علامات
است سرخی آسمان کہ در بسیاری از اخبار وارد
شدہ است دیکھو نجم ثاقب ص۵۵
ہمارے لاہوری دام نشری کے استاد و شاگرد کی
جودت طبع سے کیا بعید ہے کہ اس علامت پر بھی استہزا
کریں۔ اور کہدیں کہ ایسا تو ہمیشہ ہوتا ہی ہے۔

خادم حسین۔

## مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک

## حضرت مسیح موعود کن معنوں میں حکم ہیں

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۲ جون ۱۹۱۵ء مولوی محمد علی صاحب
نے اپنے عقائد کا اظہار فرماتے ہوئے نمبرہ میں یہ
عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ ہم قرآن کریم اور حدیث صحیح کو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور تحریر پر مقدم جانتے
ہیں۔ اس کے متعلق مولوی صاحب کی خدمت میں
گزارش ہے۔ کہ براہ مہربانی اس عقیدہ کو ذرا
کھول کر بیان فرما دیں۔ تاکہ پبلک میں اُن کی نسبت
صحیح رائے قائم ہوسکے۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب
کو کس حد تک مسیح موعود اور حکم مانتے ہیں۔
حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب اعجاز احمدی
کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے۔ "ماسوا اس کے مولوی
محمد حسین صاحب ......... اپنے اشاعۃ السنۃ
......... میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو بذریعہ کشف
کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے
وہ محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہوتے۔ بعض حدیثیں
جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ اپنے کشف کے
رو سے اُن کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ اور بعض حدیثیں
جو محدثین کے نزدیک موضوع ہیں وہ ان کی نسبت
اپنے کشف کی شہادت سے صحت کا یقین رکھتے
ہیں۔ ......... بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ
اگر کوئی آسمان سے بھی اترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں
حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے۔ تو ہم کبھی قبول
نہ کریں گے۔ اور اس کے منہ پر طمانچہ ماریں گے۔ ہمارا
جواب یہی ہے۔ کہ اِن حضرات آپ کے وجود پر بھی افسوس
ہے۔ مگر ہم بار بار عرض کرتے ہیں۔ کہ پھر وہ حکم کا لفظ
جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس
کے ذرہ معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے
کہ حکم اسکو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس
کا حکم قبول کیا جاوے۔ اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار
**حدیث کو بھی موضوع قرار دے**
ناطق سمجھا جاوے۔
پھر صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں۔ "پھر مولوی ثناء اللہ صاحب
کہتے ہیں۔ کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال
کیوں دل میں آیا۔ آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا
پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں
یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں۔ اور یا
محض حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا
تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے اس دعویٰ کی
حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو
میرے پر نازل ہوئی"
پھر اربعین نمبر اول صہ ۲۲ میں فرماتے
ہیں۔ "اگر حیات ہو تو خدا کے مقرر کردہ حکم کے
حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا۔ یا ان کی تاویل کرنا
مشکل امر نہیں"
امید کہ جناب مولوی صاحب حوالجات کو ملاحظہ
فرما کر اپنے عقیدہ پر نظرثانی فرما دیں گے۔
حکیم محمد الدین۔ احمدی گوجرانوالہ

## قادیان سے بمبئی

۲- جون۔ گاڑی بمبئی کے قریب پہنچ رہی ہے۔ اور
سمندر کے ایک بازو کو عبور کرکے جزیرہ بمبئی میں داخل
ہوتی ہے۔ ملکہ کیتھرین کو جب یہ شہر جہیز میں دیکر پرتگال
نے انگلستان کے مقبوضات میں اضافہ کیا تھا۔ اُس وقت
کی بمبئی کو آج کی بمبئی سے کوئی نسبت نہیں۔ اس کی عالیشان
عمارتیں خوبصورت باغات مسافر کو اس کے دولتمند
شہر ہونیکا۔ داخلہ شہر سے قبل ہی یقین دلاتے ہیں۔
میں گرانٹ روڈ سٹیشن سے اُتر کر احمدیہ ایسوسی ایشن
میں پہنچا۔
بمبئی میں جو دوست آئیں وہ احمدیہ ایسوسی
ایشن میں آنے کے لئے بی۔ بی۔ اینڈ۔ سی۔ آئی کے
سٹیشن گرانٹ روڈ پر اور جی۔ آئی۔ پی کے سٹیشن بائیکلا
پر اُتر جائیں۔ اور یہاں سے پارسی بگھی یا گھوڑا پارسی
بیٹھیں۔ یہاں جس شکل کا عمارت کے اوپر گھنٹہ گھر
اور ملنے پر بینک آف بمبئی بائیکلا برانچ لکھا ہوا آگے
بائیں طرف ٹرام کی لائن نزدیک کے والی سڑک کے دائیں
کنارے بورڈ پڑھتے چلے آئیں۔ نمبر ا۔ فسٹ فلور پر آپ
احمدیہ ایسوسی ایشن۔ انگریزی و اردو میں لکھا ہوا پائیں گے۔
ہاں سنئے! ؎
قسمت کی نارسائی سے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا
شوق سے احمدیہ ہال میں داخل ہوا۔ خان عبداللہ خانصاحب
سامنے نظر آئے۔ اور انھوں نے دور سے ہی کہدیا
بیک پلیز۔ حضرت کل تشریف لے گئے۔ دل پر کیا
گذری۔ اس کی ترجمانی خود یہ شعر جو میرے ورد زبان
ہوا کرے گا۔ اسوقت مولانا حافظ روشن علی صاحب
کا ارشاد کہ آگئے ہو تو ضرور کچھ دین کی خدمت بجا لا کر
کریں۔ مرہم کا کام کیا۔ طبیعت نے خدمت دین کا نام سن
کر قدرے چین پکڑا۔ اور اس وقت تک اسی غرض کے
لئے ٹھہرا ہوا ہوں۔ (عبدالرحیم نیر از بمبئی)

# ہنگامۂ یورپ

## فرانسیسیوں کی پیشقدمی

لندن ۲۹ جون رائٹر کا نامہ نگار فرانسیسی صدر مقام سے کل کے بھیجے ہوئے پیام میں رقمطراز ہے کہ آج صبح کو ایپن اور ویلرس وکٹلاٹ کاٹریٹس کے درمیان وادی کی سیدھ میں انگلی اور ڈومیرس کی سطح مرتفع کو منقطع کرتے ہوئے پیش قدمی کی گئی ۲½ میل کے محاذ پر حملہ کیا گیا۔ چند مواقع پر قابض ہونا مقصود تھا۔ جو ایک تازہ حملہ میں دشمن کے لئے کارآمد تھے۔ خاصکر فوس این ماس جو ایپن اور کرٹی سے ۲½ میل جانب جنوب اور وادی کی شرقی دیوار سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پیادہ فوج صبح کے ۵ بجے آگے بڑھی۔ اور سوا گھنٹہ میں اس نے اکثر مقامات پر جن میں پہاڑی نمبر ۱۹۲ جو ۵۰۰ فٹ بلند ہے۔ اور جس سے سینٹ پیری ایگل نظر آتا ہے اور ڈومیرس بھی شامل ہیں قبضہ کر لیا۔ جرمن توپخانے کو ہماری توپوں نے جواب دیا گیا۔

## پیرس پر ہوائی حملہ

پیرس ۲۸ جون۔ کل رات کے ہوائی حملہ سے ۱۱ آدمی ہلاک اور ۱۴ زخمی ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سڑکوں پر چلتے پھرتے رہے۔ اور آلات ہوائی سے گرائے جانے والے گولوں کا نشانہ بنے۔ میٹیریل نقصانات بھی بہت کچھ ہوئے ہیں۔ دشمن نے مختلف سمتوں سے پے درپے یورش کی۔

## اتحادیوں کی شدید آتشباری

لندن ۲۸ جون۔ ایک جرمن کمیونیک میں مرقوم ہے۔ کہ دریائے سوم کے متصل انگریز اور فرانسیسی بہت کچھ سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور دریائے لامیس کے کنارے دشمن کی آتشباری زیادہ شدید ہو گئی ہے۔

## فرانسیسی و برطانوی کامیابی

لندن ۲۹ جون ایک نیم سرکاری فرانسیسی بیان مظہر ہے۔ کہ کل کے مقامی حملہ میں ہم نے اس علاقہ کو مستحکم کر لیا جدھر سے دشمن ورس کاٹریٹس کے جنگل کو گھیرتا ہوا کمپین کی جانب بڑھ سکتا تھا۔ نیپس کے جنگل کے مشرق میں انگریزوں نے بھی اپنی لائن کو آگے بڑھا کر جرمنوں کے لئے جنگلوں کی آڑ بڑھنا ناممکن کر دیا ہے

## جرمن حملہ کی تیاریاں مکمل ہیں

لندن ۲۸ جون رائٹرم کے ایک تار میں مرقوم ہے۔ کہ مغرب میں آئندہ حملہ کی تیاریاں مکمل ہیں۔ ہر سپاہی جرمن کیمپوں سے روانہ ہو کر مغربی محاذ پر پہنچ گیا ہے۔ خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا حملہ فلینڈرز میں ہوگا۔ اور اس کے علاوہ دیگر مقامات پر چھوٹے چھوٹے حملے ہوں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ووٹڈزرات کوہ بمیل کے مغرب میں سلسلہ پہاڑیوں پر قبضہ کرنے کے لئے ایک جان توڑ کوشش کریں گے۔ جدید جرمن فوجیں جو محاذ جنگ کو آرہی ہیں۔ ان میں زیادہ تر ایسے رسالے ہیں۔ جن کو پہاڑیوں پر لڑنے کی مشق کرائی گئی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ آئندہ جانبین کی مسلح موٹروں (ٹینکوں) کے درمیان ایک بڑا سخت معرکہ واقع ہوگا۔

## کتے اور بلیاں کھائی جارہی ہیں

ایمسٹرڈم ۲۹ جون بورسائڈ ہیں کورنٹ ناقل ہے۔ کہ جرمنی میں کتے اور بلیوں کی سب سے بڑی تعداد خوراک کی قلت کی وجہ سے ذبح ہو چکی ہے۔ بکریوں کی ایک بہت بڑی تعداد ذبح ہو چکی ہے۔ گائیوں کو ناکافی چارہ ملتا ہے۔ اور اگر وہ مقررہ مقدار میں دودھ نہیں دیتیں تو ان پر بھی چھری پھیر دی جاتی ہے۔ گھوڑوں پر بھی مصیبت نازل ہے۔ اور ان کی بڑی تعداد بھوک سے مر رہی ہے۔ سؤروں کی پرورش بھی فنا ہوتی جاتی ہے۔ صرف بھیڑوں کی تربیت گاہیں کچھ اچھی حالت میں ہیں

## عنقریب جرمن حملہ کا احتمال

لندن ۲۸ جون ایک قابل وثوق ذریعہ سے رائٹرم کے صبح والے اس تار کی تصدیق ہوئی ہے۔ کہ شمالی علاقہ میں عنقریب جرمن حملے کا احتمال ہے جبکہ دیگر مقامات پر تمہیدی یورشیں ہوتی رہیں گی۔ اطالوی غالباً کسی بڑے جوابی حملے کا آغاز نہ کریں گے کیونکہ اس سے مشکلات زیادہ ہو جائیں گی۔ مگر آسٹروی فوج کے کافی طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے اور ایک حملہ کے لئے تیار ہونے سے یہ بہت قبل ازوقت ہے۔

## فرانسیسی کامیابی

لندن ۳۰ جون۔ ایک فرانسیسی کمیونیک میں مرقوم ہے کہ ہنگرد اور ویئریشنر کے مغرب میں ہم نے مسلسل اختیں کیں اور متعدد قیدی بھی گرفتار کئے۔ دریائے اور کے جنوب میں ایک مقامی حملے میں ہم نے کل ۱۰ بجے شب کو مسیلے کے متصل ایک بلندی پر قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح اپنی لائن آٹھ سو میٹر آگے بڑھائی۔ ہم نے ۵۰ قیدی بھی گرفتار کئے۔ ۲۰ اور ۲۹ جون کو ہم نے دشمن کے ۱۵ آلات ہوائی گرا دیئے۔ اور ان کے علاوہ ۱۹ آلات ہوائی کو بیکار کر دیا۔ دو غباروں میں ہم نے آگ لگا دی۔

## جاپان نے مداخلت سے انکار کر دیا

واشنگٹن ۲۸ جون نیم سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان نے سائبیریا میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

## امریکہ کے سرحدی استحکامات

واشنگٹن ۳۰ جون سینٹ نے باتفاق رائے دو ارب ۷۰ کروڑ ڈالر سرحدی استحکامات قلعہ بندیوں اور توپوں کی بہم رسانی کے لئے منظور کئے ہیں

## ارکٹسک پر جرمنوں کا قبضہ

لندن ۲۹ جون۔ بندرگاہ ہاربن کے ایک تار میں مرقوم ہے۔ کہ جرمن اور آسٹریائی قیدیوں نے شہر ارکٹسک (سائبیریا کا دارالحکومت) پر قبضہ کر لیا ہے۔

## سائبیریا میں سلاؤں کی جدوجہد

پیرس ۳۰ جون زیچ اور سلائی

# ہندوستان کی خبریں

**اخبار آبزرور کے لئے محتسب** پنجاب گورنمنٹ نے زیر قاعدہ نمبر ۳ قانون حفاظت ہند ۱۹۱۵ء اخبار آبزرور کے ایڈیٹر ملک برکت علی ایم اے کے متعلق اس مضمون کا حکمنامہ شائع کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی مضمون جو اڈیٹوریل سے متعلق ہو یا ترجمہ یا اقتباسات ہوں سوائے برقی پیغامات کے سنسر کو دکھلائے بغیر نہ شائع کیا جائے

**نقاش کا پنجاب میں داخلہ بند** کلکتہ سے روزانہ اخبار نقاش شائع ہوتا ہے۔ جس کا گورنمنٹ پنجاب نے اپنے صوبہ میں داخلہ بند کر دیا ہے۔

**بمبئی میں پراسرار وبا** ہسپانیہ میں ایک پراسرار وبا کے موجود ہونے کے متعلق کچھ عرصہ گذرا اطلاع آئی تھی جس کی علامات بخار اور درد کمر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض بمبئی میں بھی شروع ہو گیا ہے۔ ۲۴ جون کو ۲۰۰۰ آدمی گودی میں کام کرنے کے لئے نہ جا سکے۔

**ایک سکول کے طلبا کی قابل ذکر خدمات جنگ** عیسائی لڑکوں کے بورڈنگ ہوس لدھانہ نے لڑکوں کی ایک قابل ذکر تعداد خدمات جنگ کے لئے مہیا کی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک سکول کے ۴۲ عیسائی طلبا فوج میں داخل ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۲ صوبیدار ہیں۔ حوالدار یا نائک اور دس سپاہی ہیں۔ باقی ماندہ کلرک۔ ماسٹر۔ کمپونڈر وغیرہ ہیں غالباً پنجاب میں اور کوئی ہندوستانی سکول ایسا ریکارڈ نہیں دکھا سکا۔

**ایک نئے اخبار کا اجرا** مولوی وجاہت حسین صاحب کی زیر ادارت ایک



## دعا کی جائے

میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے سخت مقدمات میں گرفتار ہوں تمام احمدیوں سے درخواست ہے کہ میری خلاصی کے لئے بتوجہ تمام دعا کی جائے

(ایک احمدی خاتون)





باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر دفتر الفضل سے شائع ہوا